پروین اعتصامی :انقلاب اسلامی کی نقیب شاعرہ

* سید عنصر اظہر ** ڈاکٹر بابر نسیم آسی

Parveen Etesami: the Pioneer Poetess of Islamic Revolution of Iran

Syed Ansar Azhar/Dr. Babar Naseem Assi

Parveen Eistesami is the energetic and representative voice of Iran and Persian Language Literature who by her verses created national and intellectual awareness of the people, such an awareness which was created by her many years before the advent of Islamic revolution. She raised her voice against the tyranny and hegemony of the emperorship and built such an atmosphere of awareness among the people which paved the way for the Islamic revolution.

ایران کے اسلامی انقلاب نے جہاں دنیا بھر کے سیاسی و مذہبی حلقوں پر اثرات مرتب کئے وہیں شعر ادب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔انقلاب اسلامی کی جدو جہد کم از کم تین سے چار عشروں پر محیط ہے ۔مذہبی حلقوں کی خون آشام جدو جہد کے شانہ بشانہ شعرا و ادبا نے بھی انقلاب اسلامی ایران کے لئے راہ ہموار کرنے میں اپنا بھر پور کردار ادا کیا۔ جلاوطنی کے زمانے میں جب پیرس میں ایک صحافی نے امام خمینیؒ سے سوال کیا کہ شہنشاہ ایران کے خلاف جس اسلامی انقلاب کا دعویٰ آپ کر رہے ہیں اس کے سپاہی اور نقیب کہاں ہیں تو امامؒ نے جواب دیا کہ میری فوج ابھی اپنی ماوں کی گود میں پرورش پا رہی ہے اور آنے والے وقت نے اس پیشین گوئی کو حرف بہ حرف درست ثابت کر دیا کی جو بچے اس وقت اپنی ماؤں کی گود میں تھے بعد ازاں وہی انقلاب اسلامی ایران کے سپاہی اور نقیب ثابت ہوئے ۔عین اسی وقت جب امام خمینیؒ یہ پیشین گوئی کر رہے تھے بہت سے شعرا و ادبا شہنشاہیت کے خلاف استعاروں اور کنایوں میں جدو جہد کا آغاز کر چکے تھے ۔ ان ہی جرأت مند شعرا میں سے ایک پروین اعتصامی تھیں ۔

پروین اعتصامی ۱۹۰۶ء بمطابق ۲۵ ،اسفند ۱۲۸۵ ش کو تبریز میں پیدا ہوئی ۔(احمد کاظمی ،ص ۳ ۔اقبال شاہد ،ص ۲۵۸ ۔ظہور الدین احمد ،ص ۶۵) عربی ،فارسی اور دینی علوم کی تعلیم انہوں نے اپنے والد یوسف اعتصام الدین سے حاصل کی جو ایک عالم فاضل شخص تھے ۔پھر انگریزی سیکھنے کے لئے تہران کے ایک امریکی سکول میں داخلہ لیا۔ ۱۹۲۴ء میں فارغ

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ شالیمار کالج لاہور ☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، جی ۔سی یونیورسٹی لاہور

التحصیل ہوئیں۔(اقبال شاھد،ص ۲۵۸۔ حقوقی،ص ۵۰۲)

پروین اعتصامی نے آٹھ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کر دیے تھے جو پہلے پہل 'بہار' میں اور پھر دیگر بہت سے ملکی رسائل و جرائد کی زینت بنتے رہے۔ پروین اعتصامی اپنے والد یوسف اعتصام الملک کے ساتھ ادبی محافل میں جاتی رہتی تھیں جہاں اس کی ادبی وفکری تربیت ہوتی رہی۔ان محافل میں دیگر ادباوشعرا کے ساتھ ملک الشعرا محمد تقی بہار سے ان کی ملاقاتیں رہیں جنہوں نے ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کی۔ پروین اعتصامی کی شاعری میں ناصر خسرو، سعدی شیرازی، حافظ و مولوی کی جھلک نظر آتی ہے۔ان کی شاعری میں مشرق و مغرب کا خوبصورت فکری و فنی امتزاج نظر آتا ہے۔(ظهورالدین احمد،ص ۵۶۔۶۶)

پروین اعتصامی کا دیوان قصاید، مثنویات، تمثیلات ومقطعات وغیرہ پر مشتمل ہے ان کے اشعار کی کل تعداد چھ ہزار (۶۰۰۰) بنتی ہے۔ان کا دیوان ۱۹۳۵ء میں ان کے بھائی نے ملک الشعرا بہار کے مقدمہ کے ساتھ تہران سے شائع کیا''۔(احمد کاظمی،ص ۶)

پروین اعتصامی کی زندگی ہیجان انگیز واقعات اور تلاطم خیز عوامل کا مجموعہ رہی۔اخلاقی ومعاشرتی بگاڑ اور جبر و استبداد پر ان کا حساس دل کسی طرح مطمئن نہ تھا' پروین مادر دور اندیش ہیں۔وہ انسانیت دوست، درد بھرا دل رکھتی ہیں۔ انہیں اپنی بہنوں سے سچی ہمدردی ہے۔'زن در ایران' میں وہ بیرونی حجاب کے بجائے عورت کو سادگی، پاکی اور عصمت کے جواہر سے مرصع دیکھنا چاہتی ہے۔ بیواؤں پر ان کا دل پسیجتا ہے۔'شکایت پیرزن' میں اس کا اظہار ہے۔وہ 'طفل یتیم' پر خود بھی روتی اور دوسروں کو بھی رلاتی ہیں۔وہ ظالموں اور جابروں پر بھی طنز وتعریض کے تیر برسا کر ان کو شرمسار کرتی ہیں۔ اگر چہ پروین اعتصامی نے براہ راست وطن کی آزادی، ملی بیداری اور وطنی امور پر نظمیں نہیں لکھیں لیکن ان کی مثنویوں میں بالواسطہ حاکموں اور برسرِ اقتدار لوگوں کی اخلاقی پستی کے نشانات ملتے ہیں''۔(ظهورالدین احمد،ص ۶۷)

ڈاکٹر جعفر یاحقی پروین اعتصامی کی شاعری کے اس سیاسی وسماجی پہلو پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :''

پروین در روزگار پُرآشوب و پر مسئاله ای می زیسته است۔ اختناق سیاسی و دشواری های اجتماعی زمانه او در شعرِ اغلب شاعران پوشیده و آشکار مطرح شده است۔ اما وی با لطافت روح و مناعت اندیشه ای، که می توان از آن به گونه ای عرفان جدید تعبیر کرده از کنار همه این مسائل گذشته و به جای منعکس ساختن اوضاع اجتماعی و سیاسی با مطلوب با طرح کلیات اخلاقی و بیان فقر و محرومیت و نیازهای شدید عاطفی بویژه که در نسل جواری به نوعی برداشت اجتماعی و اخلاقی بسنده کرده است''۔(جعفر یاحقی،ص ۳۲۸)

پروین اعتصامی کی نظموں کے عناوین سے ہی محرومیت، بغاوت جرات اور استبداد و شہنشاہی اور جبر وستم کے خلاف مزاحمت واضح نظر آتی ہے۔ استعاراتی عناوین واضح طور پر ان کی فکری وفنی ترجیحات کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر: نکوهش بیجا، نشان آزادگی، مست و هشیار، گوهر و سنگ، گوهر اشک، گنج ایمن، گله بی جا، گل و خار، گلِ سرخ، گلِ پژمرده، گفتار و کردار، گریه بی سود، گرگ و شبان، گرگ و سگ، کوته نظر، کودک آرزو مند، قلب مجروح، عیب جو، طفلِ یتیم، صاعقه ما، ستم اغنیا است، شکنجه روح، شکسته، شکایت پیرزن، شباویز، سعی و عمل، سرو سنگ، سرود خارکن، سپید و سیاه، دکانِ ریا، دزد و قاضی، دزد خانه، تیره بخت، تهی دست، توشه پژمردگی، توانا و ناتوان، بی پدر، بامِ شکسته، ای زنجیر، اشکِ یتیم، آشیان ویران۔

پروین اعتصامی جبر و استبداد کے خلاف، جو شہنشاہیت کا شاخسانہ تھا، اس دور کی ایک توانا اور موثر آواز بن کر ابھری۔ جس اسلامی انقلاب کے لئے امام خمینیؒ مذہبی اور سیاسی جدو جہد کر رہے تھے عوامی سطح پر ادبی وفکری حوالے سے یہ محاذ بہت سارے دوسرے ادبا کی طرح پروین اعتصامی نے بطریق احسن سنبھالے رکھا۔ اس نے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہونے اور ان کی حالت زار کا احساس دلاتے ہوئے کہا:

ای شده سوخته آتش نفسانی — سال ها کرده تباهی و هوس رانی
دزد ایام گرفتست گریبانت — کن ای بی خودی و سر بگریبانی
صبح رحمت نگشاید همه تاریکی — یوسف ِ مصر نگردد همه زندانی
راه پر خارِ مغیلان و تو بی موزه — سُفره بی توشه و شب تیره و بارانی

(پروین اعتصامی، ص ۶۱)

''اشک یتیم'' میں پروین اعتصامی بادشاہوں کے ظالمانہ اور جبر و استبدادی نظام پر برملا نشتر زنی کرتی ہیں:

روزی گذشت پادشهی از گزرگهی — فریادِ شوق بر سرِ هر کوی و بام خواست
پرسید از میانه یکی کودکِ یتیم — کاین تابناک چیست که بر تاج پادشاهست
نزدیک رفت پیر زنی کوژ پشت و گفت — این اشکِ دیده من و خونِ دلِ شماست
مارا به رخت و چوب ِ شبانی فریفته است — این گرگ سالها ست که با گله آشناست
آن پارسا که دِه خرد و ملک، راهزن است — آن پادشاه که مالِ رعیت خورد، گداست

(پروین اعتصامی، ص ۸۴)

پروین اعتصامی ان معاشرتی ناہمواریوں کا ذمہ دار جہاں نظام شاہی کو گردانتی ہیں وہیں ہمارے اندر کی بزدلی اورلا تعلقی کی عادت کو بھی اس کا سبب بتاتی ہے:

بخونِ کشتگان ، شمشیر نشستیم بر آتش های کین ، آبی فشاندیم
ز جامِ فتنه هر تلخی چشیدیم همان شربت به بدخواهان چشاندیم
کجا با دزد ِ بیرونی در افتیم چو دزدِ خانه را بالا نشاندیم
فسونِ دیو را از دل نهفتیم برای گرگ ، آهو پروراندیم
پلنگی جای کرد اندر چراگاه همانجا گله خود را چراندیم

(پروین اعتصامی ص ۱۴۲)

پروین اعتصامی کے خیال میں عوام اور معاشرے میں ملوکیت اور آمریت کے استحکام میں معاشرتی اقدار کا زوال اور ان اقدار کے پاسداروں کی بے حسی کا بھی بہت دخل ہوتا ہے جس کی نشاندہی پروین اعتصامی کی شاعری میں جا بجا ملتی ہے:

برد دزدی را سوی قاضی عسس خلق بسیاری روان از پیش و پس
گفت قاضی که این خطا کاری چه بود دزد گفت از مردم آزاری چه سود
گفت هان بر گوی شغل، خویشتن گفت هستم هم چو قاضی راهزن
گفت پیشِ کیست آن روشن نگین گفت، بیرون آر دست از آستین
تو قلم بر حکم ِ داور می بری من ز دیوار و تو از در می بری
می برم من جامه درویش عور تو ربا و رشوه می گیری بزور
دست من بستی برای یک گلیم خود گرفتی خانه از دست ِ یتیم
شدی خود ، پشت ِ پابر راستی راستی از دیگران می خواستی

(پروین اعتصامی ص ۱۴۴)

''شکایت ِ پیرزن'' میں پروین اعتصامی بادشاہ قباد کے ظلم و جور کا ذکر کر کے اپنے دور کے شاہی جبر واستبداد کو ماضی کے تلمیحی رموز و کنایہ کے پیرہن میں بیان کرتے ہوئے حال کے زمانے کا موازنہ انتہائی تلخی کے ساتھ کرتی ہے:

روزِ شکار پیر زنی با قباد گفت کاز آتش فساد تو ، جز دودِ آه نیست

روزی بیا به کُلبه ما از رهِ شکار تحقیق حال ِ گوشه نشینان گناه نیست
هنگام چاشت ، سفره بی نان ما ببین تا بنگری که نام و نشان از رفاه نیست
دزدم لحاف برد و شبان گاه پس نداد دیگر به کشور ِ تو ، امان و پناه نیست
سنگینی خراج ، به ما عرصه تنگ کرد گندم تراست حاصل ِ ما غیر کاه نیست
ویرانه شدزِ ظلم ِ تو، هر مسکن و دهی یغما گراست چون تو کسی ، پادشاه نیست

(پروین اعتصامی،ص ۱۶۷)

امام خمینیؒ نے اسلامی انقلاب کو کامیاب کرنے کے لئے شہنشاہیت کے جبرو استبداد کا مقابلہ کیا ان کے حیلوں اور چالبازیوں کا مقابلہ کیا اور عوام کو ان چال بازیوں سے آگاہ کیا۔ پروین اعتصامی نے بھی ان پرویز مزاج حیلہ جو مکار بادشاہوں کو بے نقاب کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا:

شنیدستم یکی چوپان ِ نادان بخفتی وقت گشت ِ گوسفندان
در آن همسایگی ، گرگی سیه کار شده همواره زان خفتن ، خبردار
گرامی وقت را فرصت شمردی گهی از گله کشتی، گاه بردی
بکردار عسس ، کوشید یک چند فکند آن دزد را ، یک روز در بند
بوقت ِ کار ، باید کرد تدبیر چه تدبیری ، چه وقت کار شد دیر
نشاید وقت بیداری غنودن شبان بودن ، ز گرگ آگاه نبودن

(پروین اعتصامی،ص ۲۰۶)

انقلاب اسلامی کے خدوخال ابھی تشکیل پا رہے تھے کہ پروین اعتصامی کمزور، ستم رسیدہ اور استعماری شہنشاہیت کے ستائے لوگوں کی آواز بنی اور اس نے عوام میں شعور اور اٹھ کھڑے ہونے کی لگن پیدا کی جو بعد ازاں امام خمینیؒ کے انقلاب میں ممدو معاون ثابت ہوئی۔ اس نے بڑی دلیری کے ساتھ شہنشاہیت کو للکارا اور ان کے ظلم و ستم پر انہیں تنبیہہ کی :

به ترس ز آهِ ستم دیدگان که در دلِ شب نشسته اند که نفرین به بادشاه کنند
چو شاه جور کند خلق در امید نجات همی حساب ِ شب و روز و سال و ماه کنند

(پروین اعتصامی،ص ۱۶۲)

پروین اعتصامی نے کہیں کنایوں میں تو کہیں علی الاعلان ظالم و فاسق شہنشاہیت کو للکارا اور عوام میں وہ شعور اور احساس پیدا کیا جو بعد ازاں انقلاب اسلامی کا نقیب اور پیش رو ثابت ہوا۔ انقلاب اسلامی ایران کے وقوع پذیر ہونے سے

چند سال پہلے پروین اعتصامی ایرانی قوم کی فکر و عمل کی زرخیز کھیتی کی بھرپور طریقے سے آبیاری کر چکی تھی۔ اس فکری تربیت کے بعد ایرانی قوم میں آزادی اور انقلاب کی جو خواہش پیدا ہوئی اس کا ثمر انہیں انقلاب اسلامی ایران کی شکل میں ملا جس نے دنیا بھر کو حیران کر کے رکھ دیا۔

حوالہ جات:

۱۔ احمد کاظمی، دیوان پروین اعتصامی، مؤسسہ چاپ و انتشارات تہران، ۱۳۶۸ش

۲۔ اقبال شاہد، ڈاکٹر، ادب آموز فارسی، علمی کتاب خانہ لاہور، ۲۰۱۷ء

۳۔ دیوان پروین اعتصامی، با مقدمہ احمد کاظمی، موسسہ چاپ و انتشارات تہران، ۱۳۶۸ش

۴۔ جعفر یاحقی، دکتر محمد، تاریخ ادبیات ایران، شرکت چاپ و نشر کتابھای درسی ایران، ۱۳۷۶ش

۵۔ حقوقی محمد، ادبیات امروز ایران، نشر قطرہ تہران، ۱۳۷۷ش

۶۔ ظہور الدین احمد ڈاکٹر، ایرانی ادب، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۷۵ش

۷۔ قدم یاری، مجید، معجزہ ای پروین، انتشارات سخن تہران، ۱۳۸۵ش

***